جناب حامد میر اور حسن نثار کی خدمت میں

''پسند کی شادی'' کے موضوع پر حامد میر کے کالم پر بہت لے دے ہوئی اور بعض جہلا نے ان پر تکفیر کے تیر چلا دیئے جو قابلِ مذمت ہے۔ ہم آگے بڑھنے سے پہلے مروجہ پسند کی شادی جو ''کورٹ میرج'' کہلاتی ہے اور جلد یا بدیر غیرت کے نام پر قتل پر منتج ہوتی ہے، اس پسند سے نہیں ہوتی جو لڑکی کو اسلام عطا کرتا ہے۔ بلکہ جدید دور کی ''پسند کی شادی'' لڑکے اور لڑکی کے درمیان جنسی اختلاط اور جنسی بے قاعدگی کا اثر ہوتی ہے یوں اسے اس پسند سے کوئی نسبت نہیں جو اسلام میں لڑکی کو دی گئی ہے۔ اسلام میں شادی عدالت میں نہیں ہوتی بلکہ حریم خانہ کے اندر اولیا کی اجازت اور شہادت سے ہوتی ہے۔ اس قسم کی شادی کسی بھائی یا باپ کی غیرت کیلئے چیلنج نہیں بنتی اور نہ قتل کی علت بنتی ہے۔ ہم چاہیں گے کہ حامد میر پسند کی اس شادی پر ایک اور کالم لکھیں جو حریم خانہ سے باہر عدالتوں میں اولیا کی غیر حاضری میں ہوتی ہے۔

میر صاحب نے رسول اللہ ﷺ اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی شادی کو پسند کی شادی ٹھہرا کر پسند کی مروجہ مذمومہ شادیوں کا جواز نکالنے کی کوشش کی ہے جو قیاس مع الفارق کی دلیل ہے۔

ا۔ سیدہ خدیجہ 40 سال کی، خود مختار بیوہ تھیں۔ اسلام ایسی بیوگان کو ﴿فیما فعلن فی أنفسهن﴾ کے حکم کے تحت اپنا بر منتخب کر لینے کی اجازت تو دیتا ہے مگر اولیا کی شراکت کو پھر بھی قائم رکھا ہے۔

ب۔ سیدہ موصوفہ تجارت کرتی تھیں، عالی نسب اور دولت مند تھیں۔ اپنے تجارتی مقاصد کیلئے عمال کا مسئلہ انہیں درپیش رہتا تھا۔ اتفاق حسنہ یوں ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور امانت کی شہرت سنی تو آپؐ کو اپنا عامل بنا کر سامانِ تجارت دے کر روانہ کیا۔ اپنا غلام میسرہ ہمراہ کیا۔ واپسی پر ایک تو حضورؐ نے منافع بیش از پیش کما کر حاضر کیا، پھر غلام میسرہ نے اس منافع پر حضور اقدس ﷺ کے سیرت و کردار پر وہ حاشیہ چڑھایا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیوگی اور تجارتی عامل کی ضرورت کی تکمیل ایک ہی ذات میں دیکھتے ہوئے آپؐ کو شادی کا پیغام دیا۔

ج: حضورؐ نے اپنے ولی جناب ابوطالب سے اس پیغام کا ذکر کیا، جنہوں نے اسے پسند کیا اور خود نکاح پڑھا جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ولی ورقہ بن نوفل تھے۔

د: یہ شادی سیدہ کے گھر میں جانبین کے شرعی اولیاً کی موجودگی میں ہوئی تھی نہ کہ مکہ کے دارالندوہ میں۔ یہ

نکات اس مبارک شادی کو، ہر لحاظ سے آج کی مروجہ پسند کی شادی سے ممیّز کرتے ہیں، جو عدالتوں میں اولیاء کی غیر حاضری میں انجام پاتی ہیں اور جن کی تہ میں جنسی بے قاعدگی کارفرما ہوتی اور غیرت کے نام پر قتل پر منتج ہوتی ہے۔ حامد میر کالم لکھیں یا نہ لکھیں ہم اپنے پچھلے شمارے میں اس پر مفصل اظہار خیال کر چکے ہیں۔ ہم اس بات کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم کسی بھی صورت میں کسی بھائی یا باپ کو، بہن یا بیٹی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ سزا دینا نہ دینا بہرحال عدالت کا کام ہے۔

اجتہاد کی تعریف جناب حسن نثار نے یوں کی ہے۔ زمانے کے ساتھ قدم ملا کے چلنا۔ حسن نثار صاحب نے اپنے حساب سے بہت اچھی تعریف کی ہے مگر وہ برا نہ مانیں تو ہم عرض کریں کیونکہ معاملہ اسلام کا ہے۔ اگر ان کی یہ تعریف مان لی جائے تو وہ کیا فرمائیں گے جب اس تعریف کی روشنی میں اسلام کے حرام کردہ افعال و اشیاء اس لیے جائز ہو جائیں گے کہ وہ زمانے کا دستور بن چکے ہیں۔ مثلاً سود، زنا، شراب، اس لیے جائز ہو جائیں گے کہ وہ زمانے کا دستور بن چکے ہیں۔ سود، زنا، شراب، رشوت اور عریانی تو روحِ عصر بن کر زمانے کی چال اور رفتار بن چکے ہیں۔ تو کیا اجتہاد، اس رفتار زمانہ کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کیلئے کیا جائے گا؟

اجتہاد اسلام کا ایک ایسا دروازہ ہے جو ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہر دور کے مجتہدین اسلام یہ فریضہ غیر محسوس طریقے پر ادا کرتے آ رہے ہیں۔ مگر بنکنگ کی بنیاد اور حیات سود پر قائم ہے۔ یہ زمانے کا دستور العمل بن چکی ہے۔ ہم کسی بھی صورت میں سود کی دائمی اور مطلق حرمت کو کسی بھی طریقے سے اجتہاد کے ذریعے حلت میں نہیں بدل سکتے بیشک ہزاروں مفتی اور مجتہد مل کر اپنے کسی اجتہاد سے اسے زمانے کے ساتھ قدم ملا کے چلنے کے نام پر جائز ٹھہرا دیں۔ یہی حال باقی منکرات کا ہے۔ اسلام جیسا کہ ہمارا اور نثار صاحب کا ایمان ہے، ایک جامع کوڈ آف لائف ہے جو پوری انسانی زندگی میں رہنمائی کیلئے ایک آسمانی روشنی ہے۔ اسی لیے قرآن میں حضور اقدس ﷺ کو سراج منیر فرمایا گیا ہے۔ اس سراج منیر نے حیاتِ انسانی کے تمام ممکنہ راستوں پر چل کر دکھا دیا تھا۔ اسی لیے ان کے اسوۂ حسنہ کو ہمارے لیے صراطِ مستقیم ٹھہرایا گیا ہے۔ شاید ہی انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو ہو گا جس پر قرآن کی ہدایت موجود نہ ہو اور اگر کہیں واقعی ایسا ہوا ہے تو اس پر حضور ﷺ کی حدیث شریف ضرور موجود ہو گی۔ حیاتِ انسانی سے متعلق جتنے شعبے آج ہیں، ازل سے اتنے ہی تھے اور اتنے ہی رہیں گے۔ بنیادی عقائد، عبادات یہ اللہ کے حقوق ہیں اور دیگر سب کچھ حقوق العباد

ہیں۔ اسلام نے حسن معاشرت کے اعلیٰ ترین نمونے مدینہ میں قائم کر کے دکھا دیئے جو حالتِ جنگ میں بھی برقرار رکھے گئے۔ اقتصاد، اس حیاتِ دنیوی کا سب سے بڑا میدان ہے اور اسلام نے اس میں اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی کردار کے ذریعے روشنی کے ایسے مینار قائم کرائے جن کی ضیا پاشیاں اس راہ کے مسافروں کو کبھی بھٹکنے نہ دیں گی۔ انسانی حیات جامد نہیں بلکہ ہر لحظہ، ہر لمحہ تغیر پذیر اور انقلاب سے لبریز ہے اس لیے مجتہدین اسلام کو اجتہاد کرنے کا حق دیا گیا ہے کہ وہ بدلتے حالات سے پیدا ہونے والے مسائل جن کی حیثیت روزمرہ کی زندگی میں فروع کی سی ہے اور جن کے متعلق قرآن، حدیث یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے تعامل میں کوئی واضح حکم یا نظیر موجود نہ ہو تو وہاں امت کی رہنمائی کیلئے کوئی حکم لگا دیں لیکن یہ حکم بنیادی عقائد، فرائض عبادات اور اسلام کے مقرر کردہ حلال و حرام پر لگانے کا انہیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ منکر حدیث غلام احمد پرویز نے عیدالاضحیٰ کی قربانی کی بجائے نقد رقوم صدقہ کر دینے کا اجتہاد کیا کہ اس طرح ملک میں گوشت کی قلت سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ اجتہاد اس لیے مردود ہے کہ یہ قربانی کے قرآنی حکم کے الٹ ہے۔ حجاج کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے منیٰ میں قربانی کرنے کا حکم انفرادی طور پر حاجی کیلئے مشکل ہو گیا تو سعودی مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے اس کی ادائیگی کا ایک پورا سسٹم متعارف کرا دیا جو امت نے بطیبِ خاطر قبول کر لیا۔ اسی طرح مطاف تنگ ہو گیا تو اس کی توسیع کر دی گئی اور اب دوسری تیسری منزل پر مطاف بن گئے ہیں مگر اصل حکم میں کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح پرویز نے زکوٰۃ کی شرح اڑھائی فی صد سے بڑھا کر 5 فی صد کا اجتہاد کیا جو اس لیے مردود ٹھہرا کہ شرحِ زکوٰۃ حدیث شریف میں متعین اور مقرر ہے۔

غدارِ وطن

ہمارا ہمیشہ سے ایم۔ کیو۔ ایم کے متعلق یہ مؤقف رہا ہے کہ ایک دہشت گرد لسانی تنظیم ہے اور اس کی ابتدا بھتہ خوری، قتل و غارت، ڈاکہ زنی اور بے رحم فسطائیت اور انتہا وطن سے غداری ہے۔ یہی لچھن مشرقی بنگال میں مجیب غدار تھا اور جب ایوب خان نے اگرتلا سازش کیس میں اس پر ہاتھ ڈالا تو مغربی پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں، ایوب خان سے سیاسی تنازعات کے تصفیہ کیلئے مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کیلئے مجیب کی رہائی کی شرط لگا کر بیٹھ گئیں اور پھر جو ہوا سب کے سامنے ہے۔ اسی طرح ولی خان اور آلِ عبدالغفار پوری زندگی، عبدالصمد اچکزئی اور خیر بخش مری وطن سے غداری کرتے کرتے مر گئے مگر انہیں کسی نے نہ